Digitized By Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

الفضل قادیان
خطبہ نمبر ۳۳

یوم سہ شنبہ

جلد ۳۳ | ۱۱ ماہ تبوک ۱۳۲۴ھش | ۳ شوال ۱۳۶۴ھ | ۱۱ ستمبر ۱۹۴۵ء | نمبر ۲۱۲

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۰ ماہ تبوک۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز قریب ڈلہوزی سے تشریف لائے۔ مسجد مبارک کے چوک میں بہت سے احباب استقبال کے لئے باوجود شدت کی گرمی کے حضور نے سب کو مصافحہ کا شرف بخشا۔ حضور کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔ حرم اول اور حرم رابع حضور کے ہمراہ تشریف لائے۔ مکرم ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب اور ملک صلاح الدین صاحب پرائیوٹ سیکرٹری بھی ڈلہوزی سے ت

کل عید کی نماز بوجہ شدت دھوپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باغ میں گئی۔ نماز عید ۱۰ بجے حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے پڑھائی۔ اور مختصر سا خطبہ پڑھا۔ عید محلہ فضل کے احمدیوں کو مکرم مولوی عبد الرحمٰن صاحب مولوی فاضل نے پڑھائی۔

کل بعد نماز عشاء عبد السلام صاحب اختر ایم اے کی زیر صدارت بورڈنگ مدرسہ ۔۔۔ میں مشاعرہ ہوا جس میں بہت سے شعراء نے اپنی نظمیں سنائیں۔

خطبہ جمعہ

اپنے اندر بیداری پیدا کرو۔ اپنی سستیوں اور غفلتوں کو ترک کر دو

ہر نئے قدم پر نئی تبدیلی کی ضرورت ہوتی ہے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۳۱ ماہ ظہور ۱۳۲۴ھش مطابق ۳۱ اگست ۱۹۴۵ء بمقام بیت الفضل ڈلہوزی

مرتبہ:۔ مولوی عبد العزیز صاحب مولوی فاضل

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

دنیا میں

کوئی وقت

سہولت اور آہستگی کا ہوتا ہے۔ اور کوئی وقت جلدی اور بھاگ دوڑ کا ہوتا ہے۔ کوئی وقت آدمی کے لئے عاجزی اور انکسار کا ہوتا ہے۔ اور کوئی وقت جرأت اور بہادری ظاہر کرنے کا ہوتا ہے۔ بڑے بڑے بھاری بھرکم آدمی جو بظاہر تکلف کے ساتھ چلتے ہیں۔ جو ہر ایک کام میں آہستگی کے ساتھ ہاتھ ڈالتے ہیں۔ اور ہر قدم اس طرح اٹھاتے ہیں کہ دیکھنے والا سمجھتا ہے۔ کہ زمین اپنی کشش کی وجہ سے ان کو اپنی جگہ سے ہلنے نہیں دیتی۔ جب ایسا موقعہ آجائے کہ آہستگی ان کو خطرہ میں ڈالنے والی ہو۔ اور ان کو یہ معلوم ہو جائے۔ کہ آہستگی سے کام نہیں چلے گا۔ تو وہی لوگ جلدی کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور اپنی ساری

سنجیدگی اور تکلفات کی چادر

کو اٹھا کر ایک طرف پھینک دیتے ہیں ہمارے ملک میں ایک لطیفہ مشہور ہے۔ لکھنؤ اور دہلی کے لوگ بڑے تکلف والے ہوتے ہیں۔ دہلی والے اس بات کے مدعی ہیں۔ کہ تہذیب و تمدن کا جو نمونہ دہلی والے دکھلا سکتے ہیں۔ دوسرے لوگ نہیں دکھا سکتے۔ اور لکھنؤ والے اس بات کے مدعی ہیں۔ کہ جو نمونہ تہذیب و تمدن کا لکھنؤ والے دکھا سکتے ہیں دہلی والے نہیں دکھا سکتے

عام طور پر

دہلی والے مرزا کہلاتے ہیں۔ اور لکھنؤ والے میر

کہلاتے ہیں۔ کیونکہ دہلی میں مغلوں کی حکومت تھی۔ اور لکھنؤ میں شیعوں کی۔ لکھنؤ کے نواب سادات میں سے تھے۔ اور دہلی کے بادشاہ مغلوں میں سے۔ اس لئے دہلی کے بڑے بڑے رؤسا ملک میں مرزا کہلاتے تھے۔ اور لکھنؤ کے رؤسا میر کہلاتے تھے۔ اس لئے جب کوئی لطیفہ بنانا ہو۔ اور اسے دہلی یا لکھنؤ والوں کی طرف منسوب کرنا ہو۔ تو دہلی والوں کو مرزا اور لکھنؤ والوں کو میر کہتے تھے۔ اسی طرح کا

ایک مشہور لطیفہ

ہے۔ کہ ایک سٹیشن پر دہلی کے مرزا صاحب اور لکھنؤ کے میر صاحب جمع ہو گئے۔ جب گاڑی آئی۔ تو دونوں نے اپنے اپنے شہر کی تہذیب و تمدن کی برتری ثابت کرنے کی کوشش کی دونوں ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہو گئے مرزا صاحب کہنے لگے قبلہ میر صاحب! پہلے آپ تشریف رکھیئے۔ میر صاحب ۔۔۔ نہیں نہیں قبلہ مرزا صاحب پہلے آپ ۔۔۔ رکھیئے۔ آپ مجھے کیوں کانٹوں میں گھسیٹتے ہو ۔۔۔ جس بحث میں گاڑی چل پڑی۔ جب گا ۔۔۔ تو نہ میر صاحب قبلہ باقی رہا۔ اور نہ مرزا ۔۔۔ قبلہ باقی رہا۔ دونوں ایک دوسرے کو ۔۔۔ دینے لگے۔ اور ایک نے دوسرے ۔۔۔ اندر داخل ہونے کی کوشش کی۔ اور ۔۔۔ ایک دوسرے کے راستے میں حائل ۔۔۔ تو گالی گلوچ تک بھی نوبت پہنچ ۔۔۔ مثال اس حقیقت کو واضح کرنے ۔۔۔ بنائی گئی ہے۔ کہ بسا اوقات انسان ۔۔۔

جھوٹا وقار نازک مواقع پر

ترک کرنا پڑتا ہے لیکن جو بھی آ ۔۔۔ سہولت ہوتی ہے۔ وہ بھی ایک مو ۔۔۔ چھوڑنی پڑتی ہے۔ اور اگر انسان ا ۔۔۔ چھوڑے تو ذلیل اور ناکام ہو جاتا ہے ۔۔۔ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب معاہدہ کے ۔۔۔

مکہ میں عمرہ کے لئے

تشریف لے گئے۔ تو وہ ملیریا کا موسم ۔۔۔ صحابہؓ پر راستہ میں بخار کا حملہ ہو گیا ۔۔۔ حملہ اتنا شدید تھا۔ کہ صحابہؓ کے ۔۔۔ پھرنا دوبھر ہو گیا۔ حتیٰ کہ ہتھیار اٹھا ۔۔۔ مشکل ہو گئے۔ معاہدہ کے مطابق مکہ ۔۔۔ جبل ابو قبیس پر چلے گئے تھے۔ ۔۔۔ کھڑے ہو کر مسلمانوں کو دیکھ رہے ۔۔۔ اس وقت جبکہ بعض مسلمانوں کے لئے ۔۔۔ کرنا بھی مشکل ہو رہا تھا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک موقعہ پر پہنچ ۔۔۔ فرمایا۔

ایڈیٹر۔ غلام نبی

بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان ۔۔۔

اللہ تعالیٰ کو تکبر سخت ناپسند ہے

ں شخص کی تبختر کی چال اللہ تعالیٰ کو بہت ند آئی ہے۔ آپ نے اس صحابی سے پوچھا اکڑ اکڑ کر کیوں چلتے ہو۔ انہوں جواب دیا۔ یا رسول اللہ کفار جبل ابو قبیس بیٹھے ہمیں دیکھ رہے ہیں۔ اور بخار نے ، کمریں توڑ دی ہیں۔ جس کی وجہ سے چھی طرح چل بھی نہیں سکتے۔ میں ڈرتا ۔ ایسا نہ ہو۔ کہ ہمیں کبڑے چلتا کر کفار کے دل میں یہ خیال پیدا ہو۔ ب ہم مسلمانوں کو مار لیں گے۔ اس بب میں اس جہت میں آتا ہوں۔ جہاں ہل مکہ ہم کو دیکھ سکتے ہیں۔ تو میں سینہ تیا ہوں۔ اور اکڑ کر چلتا ہوں۔ تا کہ معلوم ہو۔ کہ ہم خواہ کتنے ہی بیمار ۔ اُن کے مقابلہ کے لئے پوری طرح ں۔ اب دیکھو خدا تعالیٰ نے اس کی کو بہت پسند کیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔

جس طرح افراد کی زندگیوں میں بعض ستگی کے آتے ہیں۔ اور بعض بھاگ کے۔ اسی طرح **قوموں کی زندگیوں پر** مختلف مواقع آتے ہیں۔ کبھی ایسا موقع ہے۔ جب سستی اور غفلت کو برداشت کیا تا ہے۔ اور کبھی ایسا موقع آتا ہے جب ی اور غفلت کو برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ س بات کا کوئی لحاظ نہیں کیا جاتا کہ کمزور مرتے یا طاقتور۔ یا سارے ہی تباہ ہوتے ہیں **خدا تعالیٰ کا بندہ** کے ہاتھ میں اس وقت جماعت کی باگ ہوتی ہے۔ بیدردی کے ساتھ اللہ تعالیٰ منشا کے ماتحت اپنے ماننے والوں کی **جان کی پروا نہ کرتے ہوئے** حکم دیتا چلا جاتا ہے۔ کہ فلاں کام اس کرو۔ اور فلاں کام اس طرح اور اس جماعت امام اور رہنما کا فرض ہوتا ہے۔ کہ جس طرح یں لکڑیاں ڈالی جاتی ہیں۔ یا جس طرح دانے نے والا بھٹی میں پتے ڈالتا چلا جاتا ۔ اسی طرح وہ لڑائی کے تنور میں اپنی ت کو جھونکتا چلا جائے۔ اس وقت اس دل میں رحم کا پیدا ہونا خود اس کے لئے ں کی قوم کے لئے ظلم ہوتا ہے۔ اور اگر وہ رحم ایسے کام سے کرے تو وہ رحم رحم نہیں ہوگا بلکہ ظلم ہوگا۔

ابھی پچھلے دنوں مجھے ایک دوست نے لکھا۔ کہ ہماری جماعت کو چاہئے۔ کہ **یتامیٰ اور بیوگان کی خبرگیری** پر باقی کاموں کو چھوڑ کر زیادہ زور دے۔ میں نے انہیں جواب دیا۔ کہ یہ جہاد کا وقت ہے جبکہ ادنیٰ امور کی بجائے اہم امور کو اپنے سامنے رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ لیکن پھر بھی ہم یتامیٰ اور بیوگان کی خبرگیری کرتے ہیں۔ اور ہماری جماعت قریباً پچاس ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ ان پر خرچ کرتی ہے۔ اتنی چھوٹی سی جماعت اپنی دوسری ذمہ داریوں کو ادا کرتے ہوئے اتنی رقم یتیموں مسکینوں اور بیواؤں کے کھانے اور پہننے وغیرہ پر خرچ کر رہی ہے۔ کہ جس کی مثال دوسری قوموں میں نہیں ملتی۔ بعض یتامیٰ کو وظائف دیئے جاتے ہیں۔ بعض کو تعلیم دلوائی جاتی ہے۔ اور اُن میں سے بعض جو زیادہ ذہین ہوتے ہیں۔ اُن کو کالجوں میں تعلیم دلوائی جاتی ہے۔ اسی طرح جماعت یتامیٰ و مساکین کے لئے غلے کا انتظام کرتی ہے۔ اور یہ ایسا کام ہے۔ کہ دوسری جماعتیں جو ہم سے دس بیس گنا بڑی ہیں۔ وہ بھی ایسا کام نہیں کر رہیں) پس اگر کسی وقت یہ سوال پیدا ہو جائے کہ ہم یتامیٰ کی طرف توجہ کریں یا کفر و اسلام کے مقابلہ اور احمدیت کی اشاعت کی طرف۔ اور یہ کہ اگر ہم یتامیٰ و مساکین کی طرف توجہ کرینگے تو اسلام کی عمارت کو بلند کرنے کے لئے ہمارے پاس کچھ باقی نہیں رہیگا۔ تو اس وقت نوجوانوں کی قربانی تو الگ رہی۔ **یتامیٰ و مساکین کی قربانی** کرنے سے بھی مجھے دریغ نہیں ہوگا۔ کیونکہ اسلام کی اشاعت بہرحال مقدم ہے۔ اور یہ مقصد یتامیٰ و مساکین کی پرورش سے زیادہ اعلیٰ اور بلند ہے۔ غرض ایک وقت قوم پر ایسا آتا ہے۔ جب دوسری ساری چیزوں اور سارے خیالات کو قربان کرنا پڑتا ہے۔ میں نے پچھلے خطبہ میں بیان کیا تھا۔ کہ **یہ وقت احمدیت کیلئے نہایت نازک ہے** اور میں نے اس کی مثال بچے کی پیدائش سے دی تھی۔ بچہ کی پیدائش کا وقت بہت نازک وقت ہوتا ہے اگر یہ وقت خیر و عافیت سے گزر جائے۔ تو سارا گھر خوش ہوتا ہے۔ کہ ایک نیا وجود دنیا میں آیا۔ حالانکہ وجود تو اس وقت سے تھا۔ جب باپ کا نطفہ ماں کے رحم میں گیا۔ بلکہ اس سے بھی پہلے جب وہ نطفہ باپ کی کمر میں تھا۔ اس وقت بھی اس کا وجود تھا۔ مگر جو ارتقائی حالتیں ہیں ان میں سے گزر کر اس کا عالم وجود میں آنا حقیقی رنگ سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح **ہماری جماعت کیلئے پیدائش کا وقت** آرہا ہے۔ اور غالباً بیس سال کے عرصہ میں اس پیدائش کا ظہور ہونے والا ہے۔ فرد کی پیدائش کو بہت تھوڑا وقت لگتا ہے۔ بعض ماؤں کو تو صرف ایک دو منٹ درد ہو کر بچہ پیدا ہو جاتا ہے۔ بعض ماؤں کو ایک دو گھنٹہ کی درد کے بعد بچہ پیدا ہو جاتا ہے۔ بعض حالتوں میں تین تین چار چار دن گزر جاتے ہیں۔ اور پھر بچہ پیدا ہوتا ہے۔ مگر **قوموں کی پیدائش** افراد کی پیدائش کی طرح نہیں ہوتی۔ وہ دنوں اور مہینوں کیساتھ تعلق نہیں رکھتی۔ بلکہ سالوں کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ بعض دفعہ قوموں کی پیدائش پر دس بیس یا تیس سال لگ جاتے ہیں۔ اور بعض دفعہ اس سے بھی زیادہ عرصہ لگ جاتا ہے۔ مگر بہر حال جیسے ماں کو دردِ زہ ہوتی ہے۔ تو گھر میں افرا تفری پڑ جاتی ہے۔ وہی حالت اس وقت ہماری جماعت کی ہے۔ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کے قانون قدرت نے دردِ زہ پیدا کی ہے۔ اور آئندہ بیس سال کی کوششوں کے نتیجہ میں احمدیت کا زندہ یا مردہ بچہ پیدا ہونے والا ہے۔ ایسے وقت میں دوسرے کسی خیال کو مدنظر نہیں رکھا جا سکتا۔ بلکہ ایک ہی خیال کو مدنظر رکھا جا سکتا ہے۔ اور وہ یہ کہ آنے والا واقعہ خیر و عافیت سے گزر جائے۔ پس اس وقت ہماری جماعت کیلئے نہایت ہی نازک موقع ہے۔ اور ہر قسم کی **سستی اور غفلت کو دُور کرنے کا وقت** ہے۔ وہ لوگ جو سستی اور غفلت سے کام لینگے۔ ان کا اس بچہ کی پیدائش میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ اور جو خوشی بچے کی پیدائش کے نتیجہ میں انسان دیکھتا ہے اس خوشی میں وہ حصہ دار نہیں ہونگے۔ دنیا میں افراد کے بچے افراد کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ مگر قوم کا بچہ قوم کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ اگر احمدیت نے شان و شوکت والی زندگی حاصل کر لی۔ تو ہر احمدی کو اس نئی پیدائش کی وجہ سے ایک نئی زندگی حاصل ہوگی۔ مگر ساتھ ہی ہر قربانی کرنیوالا احمدی اس بچہ (یعنی احمدیت) کی پیدائش کا موجب اور اس کا باپ سمجھا جائیگا۔ یہ **خدا تعالیٰ کی عجیب قدرت** ہے۔ کہ افراد اور جماعت میں جو نسبت ہے کہ وہ دوسری چیزوں میں نہیں ملتی۔ اگر ہم غور کریں تو ہر فرد جماعت کا باپ ہوتا ہے۔ اور جماعت افراد کی باپ ہوتی ہے۔ اور یہ دونوں باتیں صحیح ہیں۔ یہ بھی صحیح ہے۔ کہ بغیر افراد کے جماعت نہیں۔ اور یہ بھی صحیح ہے۔ کہ بغیر جماعت کے افراد نہیں۔ یہ بھی صحیح ہے۔ کہ جماعت افراد سے بنتی ہے۔ اور یہ بھی صحیح ہے۔ کہ افراد جماعت سے بنتے ہیں۔ یہ ایک **عجیب قسم کا دورِ تسلسل** ہے۔ جسے منطقی لوگ ناجائز قرار دیتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کے قانون قدرت میں ہمیں یہ صحیح طور پر نظر آتا ہے۔ جس طرح دنیا آج تک یہ حل نہیں کر سکی کہ مرغی پہلے تھی یا انڈا اسی طرح یہ بھی پتہ نہیں لگا سکتی۔ کہ افراد سے جماعت بنتی ہے۔ یا جماعت سے افراد بنتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ اگر افراد ناقص ہوں تو یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ کامل طور پر جماعت بن جائے اور یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ کہ جماعت ناقص ہو۔ اور افراد اعلیٰ قسم کے بن جائیں۔ جب تک افراد کامل پیدا نہیں ہوتے اس وقت تک جماعت بھی کامل نہیں ہو سکتی۔ اور جب تک جماعت کامل نہیں ہوتی۔ اسوقت تک افراد بھی کامل نہیں ہوتے

مسجد احمدیہ لنڈن میں عید الفطر کی نماز میں مختلف ممالک کے احباب کی شمولیت

عید کی اہمیت اور روزوں کے فلسفہ پر آنریبل چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کا شاندار خطبہ

لنڈن ۹ ستمبر۔ مکرم جناب مولوی جلال الدین صاحب شمس امام مسجد احمدیہ لنڈن بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں آج صبح یہاں عید الفطر منائی گئی۔ آنریبل چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے نماز عید پڑھائی اور نماز کے بعد شاندار خطبہ پڑھا جس میں عید الفطر کی اہمیت اور روزوں کی فلاسفی موثر اور دلچسپ پیرایہ میں بیان فرمائی۔ سامعین میں ہندوستانی۔ انگریز مسلمان۔ ڈچ۔ ایرانی۔ فلسطینی۔ جرمن۔ روسی جنوبی افریقہ اور سائپرس کے احباب موجود تھے۔ ہندوستان کے ہائی کمشنر نے بھی شرکت کی۔ ایک سو کے قریب مہمانوں کو دعوت طعام دی گئی۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

جتنی آزاد قومیں ہیں۔ ان کو

عزت کا مقام

ان کے افراد کی وجہ سے حاصل ہے۔ اور جتنی عزتیں افراد کو حاصل ہیں۔ وہ جماعت کی وجہ سے ہیں۔ اگر انگلستان امریکہ، روس، جاپان اور جرمن وہ قربانیاں نہ کرتے۔ جو انہوں نے کیں تو ان کی قوم کو کوئی زندگی حاصل نہ ہوتی۔ اب تو

جرمنی اور جاپان

پر سیاسی لحاظ سے تباہی آگئی ہے۔ لیکن قومی طور پر یہ قومیں ابھی زندہ ہیں اگر ان کے افراد قربانیاں نہ کرتے، اور ان میں جماعت بندی اور تنظیم نہ ہوتی۔ تو ان کے افراد کو جو عزتیں حاصل ہیں وہ بھی حاصل نہ ہوتیں۔ انگلستان کی عزت انگریزوں کی وجہ سے ہے۔ اور ہر انگریز کی عزت انگلستان کی وجہ سے ہے۔ یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ کی عزت اس کے افراد کی قربانیوں کی وجہ سے ہے۔ لیکن اس کے افراد کی ساری عزت یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ کی وجہ سے ہے۔ اسی طرح

احمدیہ جماعت کی زندگی

اس کے افراد کی وجہ سے ہوگی۔ اور احمدیہ جماعت کے نئے وجود سے افراد کو عزت ملے گی۔ پس یہ وہ وقت ہے۔ جبکہ جماعت ایک وجود کو پیدا کرنے والی ہے۔ اور اس وجود کی پیدائش پر ہر وہ فرد جس نے قربانی کی ہوگی فخر کرے گا یا بالفاظ دیگر وہ جماعت کو پیدا کرنے والا ہوگا۔ اور جماعت اس کو پیدا کرنے والی ہوگی۔ اور اسے ایک نئی پیدائش حاصل ہوگی۔ جو اسے پہلے حاصل نہ تھی۔ افراد اور جماعت کا یہ دور تسلسل ہمیشہ سے چلا آیا ہے۔ اور آئندہ بھی چلتا چلا جائے گا۔ اس نازک موقعہ پر

ہماری جماعت کی تاریخ میں

جو تغیر پیدا ہونے والا ہے۔ وہ جماعتی لحاظ سے نہائت عظیم الشان ہے۔ کیونکہ یہ تغیر قلیل عرصہ میں ہوگا۔ اور پھر یہ تغیر ایسے لوگوں کے ذریعہ ہوگا۔ جو دنیا میں بدترین اور ذلیل سمجھے جاتے ہیں۔ آج دنیا میں مسلمانوں کی حیثیت کیا ہے۔ وہ ہر جگہ ذلیل سمجھے جاتے ہیں۔ کوئی ان کو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا۔ آج جرمن اور جاپان شکست خوردہ اور گری ہوئی قومیں ہیں۔ لیکن پھر بھی ان گری ہوئی قوموں کا زیادہ لحاظ کیا جاتا ہے۔

مغربی اقوام

ان گری ہوئی قوموں کا زیادہ خیال رکھتی ہیں۔ انہیں ان گری ہوئی قوموں کی غذا اور دوسری ضروریات زندگی کے پورا کرنے کا زیادہ فکر ہے۔ مگر مصر، شام، عراق، ایران اور ہندوستان کے مسلمانوں کا انہیں کوئی فکر نہیں۔ ایسی قوم میں سے ایسے وجودوں کا پیدا ہونا کہ دنیا ان کے متعلق یہ کہنے لگ جائے۔ کہ اب ہمیں نظر آتا ہے کہ یہ لوگ

دنیا پر غالب

آجائیں گے۔ یا کم از کم دنیا میں ایک ہیجان پیدا کر دیں گے کوئی معمولی بات نہیں۔ میں سمجھتا ہوں اس کے لئے جتنی بھی قربانیاں کی جائیں تھوڑی ہیں۔ عام طور پر لوگوں میں یہ مقولہ مشہور ہے۔ کہ اگر میری

کھال کے تسمے

بنا کر بھی فلاں کی جوتیوں میں باندھے جائیں تو یہ مجھ پر احسان ہوگا۔ ایسا ہی اگر ہمارے چمڑوں کے تسمے بنائے جائیں۔ اور اسلام کا جو جسم تیار ہو رہا ہے۔ اس کے جوتوں میں باندھنے کے کام آجائیں۔ تو یہ ایک ایسی عزت ہے جس سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں ہوسکتی۔ پس

اپنے اندر بیداری پیدا کرو

اور اپنی سستیوں اور غفلتوں کو ترک کرو جب ریل گاڑی چلنے والی ہوتی ہے تو جو شخص تیزی سے چلتا ہے۔ وہ گاڑی پر سوار ہو جاتا ہے۔ اور جو سستی سے کام لیتا ہے۔ وہ گاڑی پر سوار ہونے سے رہ جاتا ہے۔ جو لوگ تیزی سے چلیں گے وہ وقت پر پہونچکر گاڑی میں سوار ہو جائینگے اور عزت حاصل کرلیں گے۔ اور جو تکلفات میں رہیں گے۔ وہ گاڑی پر سوار نہیں ہوسکینگے اور ذلیل ہو جائینگے۔ آخر ہر ایک نے مرنا ہے۔ اور مرتے وقت کوئی آدمی بھی اپنا مال اپنے ساتھ نہیں لے جائیگا۔ جن چیزوں کی دنیا میں قدر ہوتی ہے۔ وہ راحت آرام، اچھا کھانا پینا اور اچھا پہننا ہے اور یہ چیزیں ایک عرصہ کے بعد انسان کی زندگی کے ساتھ ہی ختم ہو جاتی ہیں۔ مگر جو افراد

اپنی قوم کی زندگی کیلئے قربانیاں

کرتے ہیں۔ ان کے نام ہمیشہ کے لئے زندہ ہو جاتے ہیں۔ ہر قوم کی تاریخ میں بڑے بڑے افراد نے جو قربانیاں کی ہیں۔ اور ان قربانیوں کے نتیجہ میں جو عزتیں ان کو حاصل ہوئی ہیں۔ اگر ان عزتوں کو ان قربانیوں کے مقابلہ میں رکھا جائے۔ تو وہ قربانیاں کوئی بھی حیثیت نہیں رکھتیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے جو قربانیاں کیں۔ یا حضرت عمرؓ نے جو قربانیاں کیں۔ یا حضرت عثمانؓ نے جو قربانیاں کیں۔ یا حضرت علیؓ نے جو قربانیاں کیں وہ بے شک بہت بڑی نظر آتی ہیں لیکن اگر حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ دوبارہ زندہ ہو جائیں۔ اور وہ دنیا کے گلی کوچوں میں سے گزرتے ہوئے یہ سنیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے یوں فرمایا۔ حضرت عمرؓ نے یوں فرمایا ہے۔ حضرت عثمانؓ نے یوں فرمایا۔ حضرت علیؓ نے یوں فرمایا۔ اور دوسری طرف وہ یہ دیکھیں کہ کچھ لوگ ہاتھوں میں لٹھ لئے چلے جا رہے ہیں۔ اور غصہ کی وجہ سے ان کی آنکھیں سرخ ہو رہی ہیں۔ ان سے پوچھا جاتا ہے۔ کہ کیا وجہ ہے۔ تو وہ جواب دیتے ہیں۔ کہ حضرت ابوبکرؓ کو فلاں شخص نے برا کہا ہے۔ یا حضرت عمرؓ کو فلاں شخص نے برا کہا ہے۔ یا حضرت عثمانؓ کو فلاں شخص نے برا کہا ہے۔ یا حضرت علیؓ کو فلاں شخص نے برا کہا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں ان کو اپنی قربانیاں ذلیل ترین چیزیں نظر آنے لگیں گی۔ اور وہ خیال کریں گے۔ کہ ہم نے کوئی قربانی نہیں کی۔ ایک دفعہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی

شہید ہوئے۔ اور آپ نے ان کے بیٹے کو دیکھا کہ وہ سر نیچے ڈالے ہوئے افسردہ جا رہے ہیں۔ آپ نے اس سے پوچھا کیا بات ہے۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا باپ شہید ہو گیا ہے پیچھے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ ان کے خیال سے میں متفکر ہوں۔ آپ نے فرمایا کیا تمہیں پتہ ہے کہ تمہارے باپ سے اللہ تعالےٰ نے سلوک کیا ہے۔ اگر تمہیں علم ہوتا۔ تو اس طرح افسردہ نہ ہوتے۔ پھر آپ فرمایا اللہ تعالےٰ نے تمہارے باپ کی کو اپنے سامنے حاضر کیا۔ اور کہا تم مجھ سے مانگو جو کچھ مانگنا چاہتے ہو۔ میں تم ہر خواہش پوری کرونگا۔ انہوں نے خدایا میری صرف اتنی خواہش ہے۔ کہ

مجھے دوبارہ زندہ کرکے دنیا بھیجا جائے

تاکہ میں پھر اسلام کی خدمت کرتا ہوا جاؤں پھر مجھے زندہ کیا جائے۔ پھر میں مارا جاؤں۔ اور پھر مجھے زندہ کیا جائے۔ اور پھر میں جاؤں۔ میری یہی خواہش ہے کہ میں زندہ کیا جاؤں۔ اور بار بار اسلام کی جان دوں۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا مجھے جان ہی کی قسم ہے۔ کہ اگر میں نے نہ کیا ہوتا۔ کہ میں کسی انسان کو دوبا

دنیا میں واپس نہیں بھیجونگا۔

تو میں تیری اس خواہش کو ضرور پورا کر یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ انسان کو وقت سے پہلے قربانیاں بھاری اور گراں آتی ہیں۔ ہر طالب علم جو سکول جاتا سکول جانا کتنی مصیبت سمجھتا ہے۔ سبق یاد کرنا پڑتا ہے۔ لکھائی کا کام ہے۔ اور کبھی کبھی کام نہ کرنے پر استاد سے مار بھی کھانی پڑتی ہے۔ کیا کوئی طالب علم ایسا ہے۔ جس نے اپنے سکول کی زندگی پر نظر کی اس نے اپنی پہلی زندگی پر افسوس کیا تمہیں کوئی طالب علم بھی ایسا نظر جو اپنی

گزشتہ محنت پر افسوس کا

کرتا ہو۔ بے شک یہ چیزیں تکلیف ہوتی ہیں۔ لیکن وہ کامیابیاں جو ان نتیجہ میں آتی ہیں دائمی ہوتی ہیں۔ او چیز دائمی چیز کے مقابلہ میں کوئی نہیں رکھتی۔ پس ہماری جماعت کو یہ سمجھتے ہوئے اپنے اندر تبدیلی پیدا کرنی چاہیئے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ ہماری جماعت کے دوستو نے پہلے بھی اپنے اندر تبدیلیاں

Digitized By Khilafat Library Rabwah

Digitized By Khilafat Library Rabwah

دوستوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ

ئے قدم پر نئی تبدیلی کی ضرورت

ہے۔ پہلی تبدیلی اپنے وقت کے ساتھ
تھی۔ اور اب پھر نئی تبدیلی کی ضرورت
ہے۔ کل کی قربانی آج کام نہیں آسکتی۔
طرح کل کا کھایا ہوا آج کام نہیں آسکتا
ت کے لئے اب

ایک نیا دور

نے والا ہے۔ ایک نیا پھیرا اور ایک نیا
ہے۔ جس پر اللہ تعالیٰ جماعت کو پھیرنا
تا ہے۔ جو اس چکر پر پھرے گا۔ اور
طرف اللہ تعالیٰ موڑنا چاہے گا۔ مڑ
گا۔ وہ آنے والے فضلوں کو حاصل
ے گا۔ لیکن جو شخص یہ کہے گا۔ کہ میں
ے چکر پہلے کاٹ چکا ہوں۔ اور
تھک گیا ہوں۔ اس لئے میں یہ چکر
کاٹ سکتا۔ اس کی مثال اس شخص کی
ہوگی جو یہ کہتا ہو۔ کہ میں نے کل پرسوں
سوں کھانا کھایا تھا۔ اس لئے آج کھانا
کھاؤنگا۔ جو شخص زندگی کے ساتھ
ترک کر دیتا ہے۔ وہ زندگی نہیں

موت کا منہ

ہے۔ اسی طرح جو جماعتیں صرف اپنی
قربانیوں پر انحصار رکھتی ہیں۔ اور
شدہ قربانی کرنے سے رک جاتی
وہ زندگی نہیں بلکہ موت کا منہ
تی ہیں +

آپ کو کیا عذر ہے؟

ہر وہ شخص جو تحریک جدید کے امانت
میں اپنی امانت رکھتا ہے۔ اسے یہ حق
ل ہے۔ کہ وہ جب چاہے۔ اپنی امانت
روپیہ واپس لے لے۔ واپسی کے
جات بھی تحریک جدید دے گی۔
ئی وار کے حساب سے نہیں لئے
ینگے۔ اور نہ اس کی رقم پر زکوٰۃ واجب
ہے۔

پھر آپ کو امانت تحریک جلد از جلد میں
امانت رکھنے میں کیا عذر ہے۔
(فنانشل سکرٹری تحریک جدید)

ہر جماعت پنچایتی بورڈ قائم کرے

جماعتوں میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں چُست بھی اور سست بھی۔ باہمت بھی اور کم ہمت بھی۔ اگر سست اور کم ہمت لوگوں کو بیدار کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ تو عین ممکن ہے۔ کہ ان کی سستی سے باقی افراد جماعت بھی متاثر ہوں۔ اِلّا ماشاء اللہ۔ اس غفلت اور سستی کو دور کرنے کے لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنی ایک تقریر "انقلاب حقیقی" میں نہایت ہی شافی علاج تجویز فرمایا۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ہر جماعت میں ایک پنچایتی بورڈ بنایا جائے۔ پیشتر اس کے کہ میں حضرت اقدس کے ارشادات تحریر کروں۔ یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ گو اس پنچایتی بورڈ کی تقرری میں حضرت اقدس کا بظاہر مقصد یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ صرف فصل مقدمات کے لئے ہو۔ مگر ایسے پنچایتی بورڈ اگر جماعتوں میں مقرر کئے جائیں۔ تو فصل مقدمات کے علاوہ جماعت کی عام اصلاح کا موجب بھی بن سکتے ہیں۔ انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ جب تک اس پر کوئی دباؤ نہ ہو۔ بآسانی اپنی اصلاح کی طرف متوجہ نہیں ہوتی۔ دنیوی امور کے لئے بعض قوموں نے اپنے ہاں جو پنچائتیں بنا رکھی ہیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے۔ کہ وہ اپنے ہر قسم کے مطالبات اپنے افراد سے منوا لیتی ہیں۔ اور ہماری پنچائتیں جو صرف قیام شریعت کے لئے بنائی جائینگی۔ یقیناً اُن سے ایسے نتائج نکلنے کی امید ہے۔ جو سلسلہ کے لئے مفید اور اس کی ترقی کا موجب ہوں۔ مثلاً (۱) ایسی پنچائتوں کے ذریعہ جماعت کی اخلاقی روحانی۔ تمدنی معاشرتی۔ اقتصادی ہر قسم کی اصلاح ہو سکتی ہے۔

(۲) بیاہ شادی کی ناروا رسوم جن سے مسلمانوں کے کئی گھرانے تباہ ہو چکے ہیں۔ اور ہماری جماعت میں بھی کہیں کہیں پائی جاتی ہیں۔ اِن پنچائتوں کے ذریعے سے دور ہو سکینگی۔

(۳) مرکز کے جملہ مطالبات کی تعمیل ان پنچائتوں کے ذریعے بآسانی کرائی جاسکیگی۔ جس کے لئے بالعموم دقتیں پیش آتی رہتی ہیں۔

میری گزارش یہ ہے۔ کہ جماعت کی تعداد کے لحاظ سے پنچایتی بورڈ کے لئے تین یا پانچ یا سات یا زیادہ ممبر منتخب کئے جائیں۔ جو حتی الامکان عالم باعمل۔ متقی۔ معاملہ فہم۔ صاحب عدل وانصاف۔ مضبوط مزاج اور با اثر ہوں۔ تا جماعت کے معاملہ میں اُن سے کوئی بے انصافی سرزد نہ ہو۔ اور کسی فرد کی طرفداری اُن کے سدِّراہ نہ ہو۔ اور جماعت ان کو خاص اختیارات تفویض کرے۔ جن کی رُو سے یہ بورڈ جماعت کے غافل افراد کی اصلاح کر سکے۔ مرکز کی طرف سے ان پنچائتوں کے لئے مفید لائحہ عمل تجویز کیا جائے۔ تو یہ بہت بابرکت ہوگا۔ اب میں حضرت اقدس کے ارشادات گرامی درج کرتا ہوں۔

(۱) "اس بات کی ضرورت ہے۔ کہ شریعت کے اجراء میں جائز جبر جسے سیاست کہتے ہیں۔ کام لیا جائے۔ اور اس امر کا کوئی خیال نہ کیا جائے۔ کہ کسی کو ٹھوکر لگتی ہے۔ یا کوئی ابتلا میں آتا ہے۔ سیاست کے معنے درحقیقت یہی ہیں۔ کہ اجرائے شریعت کے باب میں جہاں ضرورت ہو۔ اور جس حد تک اجازت ہو۔ جبر سے کام لیا جائے...... جب ایک شخص ہمارے پاس آتا ہماری بیعت کرتا اور اپنے آپ کو ہمارے سپرد کر دیتا ہے۔ تو لازماً ہمارا حق ہے۔ کہ اگر وہ کسی حکم پر چلنے میں سستی اور غفلت سے کام لے۔ تو اس پر جبر کریں۔ اور اُسے اس بات پر مجبور کریں کہ وہ اسلامی طریق عمل کو اختیار کرے۔ کیونکہ وہ ہمارا ایک حصہ بنا ہوا ہے۔ اس کی بدنامی سے ہماری بدنامی ہے۔ اس کی کمزوری سے ہمارے اندر کمزوری پیدا ہوتی ہے۔ ایسا جبر ہرگز ناجائز نہیں۔ کیونکہ اس شخص نے اپنی مرضی سے ہم میں شامل ہوکر ہمیں اس جبر کا حق دیا ہے......... ہاں جو اسے ناپسند کرتا ہو۔ وہ پورا آزاد ہے۔ کہ اپنے آپ کو جماعت سے الگ کر لے۔"

(انقلاب حقیقی صفحہ ۱۲۸)

(۲) "جماعت کے خیالات کو بدلا جائے اور اُسے بتلایا جائے۔ کہ مومن اور احمدی ہونے کے یہ معنے نہیں کہ تم نے لا الٰہ الا اللہ کہا اور چھٹی ہوئی۔ یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے۔ اور معاملہ ختم ہو گیا۔ بلکہ ایمان کی تکمیل کے لئے سینکڑوں باتوں کی ضرورت ہے۔ جو تمدن۔ معاشرت اقتصاد اور سیاست وغیرہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ جب تک وہ تمام کڑیاں مضبوط نہ ہوں۔ کوئی شخص حقیقی مومن نہیں کہلا سکتا۔ اور یہ علماء کا کام ہے۔ کہ لوگوں کے خیالات کو بدلیں۔ اور اُن کو بتائیں کہ اُن کے سامنے کتنا اہم کام ہے۔ مگر ہمارے علماء کی یہ حالت ہے۔ کہ وہ باہر جاتے ہیں۔ تو صرف وفات مسیح اور ختم نبوت پر لیکچر دے کر آجاتے ہیں۔ گویا ان کی مثال اس شخص کی سی ہے۔ جو ایک محل بنانے کے لئے نکلے۔ مگر ایک اینٹ گھڑ کر واپس آجائے۔ اور سمجھ لے کہ اس کا کام ختم ہو گیا۔ پس علماء کا کام یہ ہے۔ کہ وہ لوگوں کے اندر یہ احساس پیدا کریں۔ کہ انہیں احیائے سنت اور احیائے شریعت کے لئے ایک موت قبول کرنی پڑیگی۔ اور اس کے لئے انہیں چاہیئے۔ کہ وہ تیار ہو جائیں۔"

(انقلاب حقیقی صفحہ ۱۴۶)

(۳) "پانچویں بات جس کی طرف میں جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ یہ ہے۔ کہ سوائے ان مقدمات کے جن کو عدالت میں لے جانے کی مجبوری ہو۔ اور جن کے متعلق قانون یہ کہتا ہو۔ کہ انہیں عدالت میں لے جاؤ۔ ہمارا کوئی جھگڑا عدالت میں نہیں جانا چاہیئے۔ اور ان جھگڑوں کا شریعت کے ماتحت فیصلہ کرانا چاہیئے۔ اور اگر کوئی شخص اس حکم کو نہ مانے۔ تو جماعت کو چاہیئے کہ اُسے سزا دے۔ تاکہ اس کی اصلاح ہو۔ اور اگر وہ سزا کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہ ہو۔ تو اسے الگ کر دیا جائے۔ اس وقت صرف قادیان میں اس بات پر عمل ہوتا ہے۔ مگر میں اب چاہتا ہوں۔ کہ ہر جماعت میں پنچایتی بورڈ بن جائیں۔ جو معاملات کا تصفیہ کیا کریں۔ پس ہر احمدی کو اپنے دل میں یہ اقرار کرنا چاہیئے۔ کہ آئندہ اپنا وہ کوئی مقدمہ جس کے متعلق گورنمنٹ مجبور نہیں کرتی۔ کہ اُسے انگریزی عدالت میں لے جایا جائے۔ عدالت میں نہیں لے جائیگا۔ بلکہ اپنے عدالتی بورڈ اور اپنے قاضی سے شریعت کے مطابق اس کا فیصلہ کرائیگا۔ اور جو بھی وہ فیصلہ کریگا۔ اُسے شرح صدر سے قبول کریگا۔ اور گو اس حکم پر عمل کرانے سے جماعت کا ایک حصہ ضائع ہو جائے۔ تو بھی اس کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے۔"

(صفحہ ۱۵۱)

بفضلہ تعالیٰ جماعت احمدیہ گوجرانوالہ نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کے ان ارشادات کے ماتحت ایک پنچایتی بورڈ منتخب کر لیا ہے۔ اور اصلاحی کام کی بنیاد رکھ دی ہے۔ امید ہے کہ باقی جماعتیں بھی حضرت اقدس کی اس مبارک خواہش کو جلد از جلد پورا کرنے کی کوشش کریں گی +

خاکسار ابو حنیف قاضی [illegible] سیکرٹری تعلیم و تربیت جماعت احمدیہ گوجرانوالہ

Digitized By Khilafat Library Rabwah

"لا مھدی الا عیسیٰ"

وفاتِ مسیح کی تائید میں پیشکردہ احادیث کی اہمیت

(۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحیح حدیث ہے:۔ حدثنا یونس ابن عبد الاعلیٰ ثنا محمد بن ادریس الشافعی حدثنی محمد بن خالد الجندی عن ابان بن صالح عن الحسن عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یزداد الامر الا شدۃ ولا الدنیا الا ادبارا ولا الناس الا شحا ولا تقوم الساعۃ الا علی شرار الناس ولا المھدی الا عیسی ابن مریم (سنن ابن ماجہ باب شدۃ الزمان صفحہ ۲۵۷ مصری) (کنز العمال باب خروج مہدی جلد ۷ صفحہ ۱۸۶ مصری (منتخب کنز جلد ۶ صفحہ ۲۹ عن ابی سعید)

چونکہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمانِ مبارک حیات مسیح کے خلاف قرآن عقیدہ کو پاش پاش کرنے والا ہے۔ اس لئے غیر احمدی مولوی اس کی صحت سے متعلق حیل وحجت سے کام لیتے ہیں۔ اس مضمون میں ان کے اعتراضات مع جوابات درج کئے جاتے ہیں۔ اور انشاء اللہ میں از روئے روایت و درایت اور دیگر احادیث نبویہ کی روشنی میں ثابت کروں گا۔ کہ یہ حدیث بالکل صحیح و درست ہے۔

اعتراض اول:۔ محدثین نے تصریح کی ہے۔ کہ مہدی کے متعلق تمام روایات مجروح وضعیف ہیں۔ اس لئے یہ حدیث قابل قبول نہیں۔

جواب۔ جب مہدی کے متعلق تمام روایات مجروح وضعیف ہیں تو پھر آپ لوگ کسی روایت کے پیش نظر حضرت مہدی علیہ السلام کا انتظار دیکھ رہے ہیں۔ نیز حضرت مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام کے مقابل یہ جھوٹی حدیثیں کیوں پیش کرتے ہیں۔ کہ مہدی قریشی سے یا نسل فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہوگا۔ اور اس کے باپ کا نام عبد اللہ اور اس کا نام محمد ہوگا۔

دوسرا جواب یہ ہے۔ کہ ابن ماجہ نے اس حدیث کو باب خروج مہدی میں نہیں بلکہ باب شدۃ الزمان میں درج کیا ہے۔ جس سے ثابت ہے کہ یہ حدیث مہدی والی دیگر روایات کے بالمقابل زیادہ اہم ہے۔

اعتراض دوم۔ مجموعہ فتاویٰ صفحہ ۹۹ پر خود مرزا صاحب (علیہ السلام) نے مہدی والی حدیثوں کو ضعیف قرار دیا ہے۔

جواب:۔ حضور نے بے شک اس خونی مہدی والی روایات کو ضعیف کہا۔ جس کا تمہیں انتظار ہے۔ مگر اس حدیث کو آپ نے دیگر روایات سے مستثنیٰ قرار دیکر صحیح تسلیم فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

"یہ حدیث کہ لا مھدی الا عیسیٰ یعنی بجز عیسیٰ اور کوئی مہدی نہیں ہوگا۔ وہی مہدی ہے۔ جو عیسیٰ کے نام پر آویگا۔ اس آخری قول کے مصدق وہ اقوال محدثین ہیں۔ جن میں یہ بیان ہے۔ کہ مہدی کے بارے میں جسقدر احادیث ہیں۔ بجز حدیث عیسیٰ مہدی کے کوئی ان حدیثوں میں سے جرح سے خالی نہیں"۔ (چشمہ معرفت صفحہ ۱ حاشیہ)

راویوں پر بحث

اعتراض سوم:۔ اس حدیث کے راوی ضعیف ہیں۔ خصوصاً محمد بن خالد الجندی۔ لہذا یہ حدیث ضعیف ہے۔

جواب:۔ اس کا کوئی راوی بھی ضعیف نہیں۔ راویوں کے متعلق محدثین کی آراء پڑھیں:۔

(۱) یونس بن عبد الاعلیٰ بن موسیٰ المصری۔ تمام محدثین نے اس کو ثقہ قرار دیا ہے۔ ابو الطاہر بن السرح اس کی شانِ عظمت کے قائل ہیں۔ علی بن الحسن کہتے ہیں۔ یہ حافظ حدیث تھا۔ نسائی۔ ابو حاتم۔ اور ابن حبان جیسے محدثین اسے ثقہ قرار دیتے ہیں۔ یہ حافظ اور امام قرأت تھا۔ نیز قضاۃ میں مقبول تھا۔

قال ابو حاتم سمعت ابا الطاھر بن السرح یحث علیہ ویعظم شانہ وقال ابن ابی حاتم سمعت ابی یوثقہ ویرفع من شانہ وقال النسائی ثقۃ وقال علی بن الحسن ابن برید کان یحفظ الحدیث۔ ذکرہ ابن حبان فی الثقات ...... قلت وکان اماما فی القراءات قرا علی ورش وغیرہ وقرا علیہ ابن جریر الطبری وجماعتہ وقال ابو عمر الکندی کان فقیرا شدید التقشف مقبولا عند القضاۃ قال یحیی بن حصان یونسکم ھذا من ارکان الاسلام قال ابو عمر کان یستسقی بدعائہ وقال مسلمۃ بن مسلم کان حافظا۔ (تہذیب التہذیب جلد ۱۱ صفحہ ۴۴۱)

ثقۃ ابو حاتم وغیرہ ونسبوہ بالحفظ والعقل (میزان الاعتدال جلد ۲ صفحہ ۶۳۰)

(۲) حضرت امام محمد بن ادریس الشافعی رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ حدیث میں تو کسی جاہل کو ہی شک ہو سکتا ہے۔ محدثین ان کے فضائل و مناقب کے معتقد ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ جس نے یہ خیال کیا۔ کہ میں نے علم و فصاحت ثبات اور معرفت میں محمد بن ادریس کی مثل کسی کو دیکھا ہے۔ تو اس نے جھوٹ بولا۔ امام شافعی سید الفقہاء اور حدیث کے متبحر عالم تھے۔

ابو زرعۃ الرازی نے کہا ہے۔ کہ امام شافعی کی کوئی حدیث غلط نہیں۔ یحیی بن اکثم نے ان سے بہتر کوئی عقلمند نہیں دیکھا۔ اور ابو داؤد کہتے ہیں۔ کہ امام شافعی کی کسی حدیث میں غلطی نہیں۔ علی بن المدینی نے کہا ہے۔ کہ امام شافعی رحمہ نے ایک حرف بھی ایسا نہیں لکھا۔ جس میں معرفت نہ ہو۔ اور ابن عبد الحکم فرماتے ہیں۔ کہ اہل علم کے نزدیک اگر کوئی حجت ہے۔ تو وہ امام شافعی ہیں۔ جو اپنی ہر شے میں حجت ہیں۔

"من زعم انہ رای مثل محمد بن ادریس فی علمہ وفصاحتہ وثباتہ وتمکنتہ ومعرفتہ فقد کذب ...... سید الفقہا الامام الشافعی ...... وفیھا سرخہ غیر واحد ومناقبہ وفضائلہ کثیرۃ جدا ...... ومناقب الشافعی کثیرۃ شھیرۃ قد جمعھا ابن ابی حاتم وزکریا الساجی والحاکم والبیھقی والھروی وابن عساکر ...... کان یونس بن عبد الاعلی یقول ام الشافعی فاطمۃ بنت عبد اللہ بن الحسن بن علی بن ابی طالب وذکر الحاکم مما یدل علی تبحر الشافعی فی الحدیث ...... قال وسئل ابو موسیٰ الضریر عن کتب الشافعی کیف سارت فی الناس فقال اراد اللہ لعلمہ نفعہ اللہ ...... قال ابو زرعۃ الرازی ما عند الشافعی حدیث غلط وقال یحییٰ بن اکثم ما رأیت اعقل منہ وقال ابو داؤد لیس للشافعی حدیث اخطأ فیہ ...... وقال علی بن المدینی لابنہ لا تدع للشافعی حرفا الا کتبتہ فان فیہ معرفۃ ...... وقال ابن عبد الحکم ان کان احد من اھل العلم حجۃ فالشافعی حجۃ فی کل شیء۔ (تہذیب التہذیب جلد ۹ صفحہ ۲۹ تا ۳۱)

ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔ اگر یہ حدیث ضعیف تھی تو حضرت امام شافعی رحمہ جیسا بزرگ اسکو روایت کر سکتا تھا؟ محدثین تو لکھتے ہیں۔ کہ امام شافعی رحمہ کی کسی حدیث میں غلطی اور خطا نہیں۔ اور ان کا ہر لفظ معرفت سے لبریز ہے۔ جب ان کا ہر لفظ پر از معرفت ہے۔ تو یہ حدیث کیوں معرفت انگیز نہیں؟ اوہ! مجھے ان لوگوں کی دماغی صحت پر شبہ ہونے لگتا ہے جو امام شافعی رحمہ کی بیان کردہ حدیث کو ضعیف کہنے سے نہیں چوکتے۔

(۳) استاد امام شافعی محمد بن خالد الجندی۔

محمد بن خالد الجندی جند کے موذن اور حضرت امام شافعی کے استاد تھے۔ یونس نے کہا۔ کہ میرے پاس ایک آدمی آیا۔ جس نے مجھ سے پوچھا۔ کیا تم محمد بن خالد کو جانتے ہو۔؟ میں نے جواب دیا۔ نہیں۔ تب اس نے کہا۔ یہ جند کا موذن اور بڑا ثقہ آدمی ہے۔ میں نے پوچھا کیا اسکو ابن معین نے ثقہ کہا ہے۔ اس نے جواب دیا۔ ہاں۔ عن یونس قال جاءنی رجل علیہ منطقۃ وازار فقال لی تعرف من محمد بن خالد قلت لا فقال ھذا موذن الجند وھو ثقۃ قلت انت ابن معین قال نعم (تہذیب التہذیب جلد ۹ صفحہ ۱۴۴)

ضروری یادداشت

لا مھدی الا عیسیٰ والی حدیث کو حاکم نے مستدرک میں درج کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ محمد بن خالد مجہول اور ضعیف تھا۔ لیکن کوئی وجہ بیان نہیں کی۔ تا اس پر غور کیا جا سکے۔ بس اسی بات پر غیر احمدی شور مچاتے ہیں۔ لیکن یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ محدثین نے کہا ہے کہ جب کسی پر تعصب سے جرح کی جائے۔ تو وہ قابل قبول نہیں۔ یا جارح جبتک راوی کے ضعیف ہونے کا سبب اور وجہ نہ بتلائے اس وقت تک اس کی جرح کا اعتبار نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو۔

(۱) ان الجارح طعن علی احد بسبب تعصب منہ بہ لا یقبل منہ ذالک الجرح (الرافع والتکمیل فی الجرح والتعدیل صفحہ ۱۶)

(۲) فما لم یبین الجارح سبب ضعف الراوی والمروی لا یعتبر بہ (الرفع ...)

(۳) ذکر الخطیب الحافظ انہ مذھب الائمۃ من حفاظ الحدیث ونقادہ مثل البخاری ومسلم ولذالک احتج البخاری بجماعۃ سبق من غیرہ الجرح فیھم کعکرمۃ مولی ابن عباس وکاسمعیل بن ابی اویس وعاصم بن علی وعمرو بن مرزوق وغیرھم واحتج مسلم لسوید بن سعید وجماعۃ اشتھر الطعن فیھم وھکذا فعل ابو داؤد السجستانی وذالک دال علی انھم ذھبوا الی ان الجرح لا یثبت الا اذا فسر سببہ الخ

نیز ابن الصلاح الموصلی الدمشقی۔ حافظ الزین العراقی۔ امام نووی۔ البدر بن جماعہ محمد بن عبد اللہ الطیبی۔ اکرم بن عبد الرحمن السندی۔ امام ملا علی قاری۔ شیخ الاسلام تقی الدین المصری۔ علامہ عبد العزیز بن احمد بن محمد البخاری۔ کمال الدین محمد بن ہمام۔ حافظ الدین عبد اللہ بن احمد النسفی۔ زین العابدین بن ابراہیم مصری۔ قاسم بن قطلو۔ ابن ملک۔ کمال الدین جعفر بن ثعلب۔ عبد العزیز البخاری۔ کاتب بن امیر غازی۔ قوام الدین اتقانی۔ عبید اللہ بن مسعود قاضی بدر الدین محمود بن احمد العینی۔ ملا خسرو۔ شیخ الاسلام زکریا بن محمد انصاری مصری۔ وغیرہ کثیر محدثین کا یہی مذہب ہے۔

چونکہ حاکم نے حضرت محمد بن خالدؒ استاد امام شافعیؒ پر ازروئے تعصب جرح کی ہے اور اس کا سبب نہیں بتایا اس لئے یہ جرح مردود کے اقسام میں سے ہے۔ جو کسی طرح قبول نہیں کی جاسکتی۔ یہاں خود حاکم پر کی ہوئی جرح کا بیان خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ اس کا پورا نام ابو عبد اللہ محمد عبد اللہ المعروف بالحاکم النیشاپوری صاحب المستدرک تھا۔ علامہ ذہبی لکھتے ہیں:۔

قال ابن طاہر سالت ابا اسمعیل الانصار عن الحاکم فقال ..... رافضی خبیث ثم قال ابن طاہر کان شدید التعصب للشیعۃ فی الباطن وکان یظہر التسنن فی التقدیم والخلافۃ۔

(تذکرۃ الحفاظ از علامہ ذہبی زیر ترجمہ حاکم)

ترجمہ:۔ ابن طاہر کہتے ہیں میں نے ابو اسمعیل انصاری سے حاکم کی نسبت پوچھا انہوں نے کہا کہ وہ رافضی خبیث ہے۔ پھر ابن طاہر نے کہا کہ درحقیقت وہ سخت متعصب شیعہ تھا۔ اور تقدیم وخلافت میں اپنے آپ کو سنی ظاہر کرتا تھا۔

اس حوالہ سے حاکم کی جرح کی قدر وقیمت بخوبی معلوم ہو سکتی ہے۔ دراصل حضرت محمد بن خالدؒ قطعاً مجہول اور ضعیف نہ تھے۔ حاکم نے ان پر محض بہتان باندھا ہے۔ اگر ایسے ہوتے تو امام شافعیؒ کبھی ان کے سامنے زانوئے تلمذ طے نہ کرتے۔ پھر ابن معینؒ مجدد قرن ثانی جیسا ماہر حدیث ان کو ثقہ قرار دیتا ہے۔ جس کے حق میں لکھا ہے کہ جس حدیث کو ابن معین نہیں جانتے وہ حدیث ہی نہیں۔ "کل حدیث لا یعرفہ ابن معین فلیس ھو بحدیث"۔ (تہذیب التہذیب)

نیز یاد رکھنا چاہیئے کہ حافظ ابن کثیرؒ نے شدت کے ساتھ حاکم کے اس قول کی تردید کی ہے۔ اور لکھا ہے۔ محمد بن خالد مجہول نہیں تھے جیسا حاکم نے گمان کیا ہے۔ بلکہ ابن معینؒ فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ تھے۔

لیس ھو بمجھول کما زعمہ الحاکم بل روی عن ابن معین انہ ثقۃ۔ ۱ = (بدایۃ ونہایۃ)

۲ = (سنن ابن ماجہ جلد دوم ص۳۰۲ حاشیہ)

حضرت عماد الدین ابن کثیر کی یہ عبارت حضرت محمد بن خالد الجندیؒ کو اس الزام میں صاف بری قرار دیتی ہے۔ جو تعصب اور قلت فکر کی وجہ سے ان پر عائد کیا گیا۔ درحقیقت آپ بہت بڑے عالم اور شیخ تھے۔ چنانچہ حضرت امام شافعیؒ جیسے بزرگ کا ان سے رشتۂ تلمذ وشاگردیت اس صداقت پر شاہد ہے۔

اس حدیث کے دیگر راوی

(۴) ابان بن صالح بن عمیر۔

حضرت ابن معینؒ۔ عجلی۔ یعقوب بن شیبۃ ابوزرعۃ۔ ابو حاتم اور امام نسائیؒ وغیرہ تمام محدثین نے اس کو ثقہ قرار دیا ہے۔ نیز ابن حبان نے بھی اسے ثقہ راویوں میں لکھا ہے۔

"قال ابن معین والعجلی ویعقوب بن شیبۃ وابوزرعۃ وابو حاتم ثقۃ وقال النسائی لیس بہ باس وقال ابن سعد ولد سنۃ ستین ومات بعسقلان سنۃ بضع عشرۃ ومائۃ وھو ابن خمس وخمسین سنۃ وکذا قال یعقوب بن شیبۃ قلت وذکرہ ابن حبان فی الثقات"

(تہذیب التہذیب جلد ۱ ص۹۴)

(۵) حضرت حسن بصریؒ ــــ بالاتفاق ثقہ "کان الحسن جامعاً عالماً" (دیکھیے تہذیب التہذیب جلد ۲ ص۲۶۶ تا ۲۶۹)

"ھو امام وقتہ فی کل فن وعلم وزہد وورع وعبادۃ"

(الاکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ ص۸)

(۶) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ــــ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وہ صحابی تھے۔ جن کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا سے دعا فرمائی کہ:۔

قال اللھم اکثر مالہ وولدہ وبارک لہ فیما اعطیتہ ھذا حدیث حسن صحیح

(ترمذی جلد ۲ مناقب حضرت انس بن مالکؓ)

(مسلم جلد ۲ مناقب حضرت انس بن مالکؓ)

ترجمہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کا مال اور اولاد بہت کر جو کچھ تو اس کو دے اس میں اس کے لئے برکت عطا فرما۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ثابت البنانی روایت کرتے ہیں:۔

قال لی انس بن مالک یا ثابت خذ عنی فانک لن تاخذ عن احد اوثق منی انی اخذتہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واخذہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن جبرئیل واخذہ جبرئیل عن اللہ عز وجل"

(ترمذی جلد ۲ مناقب حضرت انس بن مالکؓ)

ترجمہ:۔ مجھ سے انس بن مالکؓ نے فرمایا اے ثابت مجھ سے (حدیث) پکڑ اور تو مجھ سے بہتر کسی سے نہیں پکڑے گا۔ کیونکہ اس کو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پکڑتا ہوں اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم جبرئیل اور جبرئیل اللہ تعالیٰ عز وجل سے۔

یہ ہیں لا مہدی الا عیسیٰ والی حدیث کے راوی جو تمام ثقہ ہیں۔ اور جن میں سے تین ہستیاں تاریخ اسلام میں امتیازی شان رکھتی ہیں۔

(۱) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

(۲) حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

(۳) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

اعتراض چہارم کا جواب

ابوالحسن علی الواسطی نے خواب میں امام شافعیؒ کو دیکھا۔ وہ کہتے تھے کہ یونس نے مجھ پر جھوٹ باندھا ہے۔ یعنی میں نے یہ روایت نہیں کی (تہذیب الکمال للمزی)

اوّل تو اس بات کا کوئی قطعی ثبوت نہیں کہ ایسا کوئی خواب دیکھا گیا ہو۔ اگر خواب ہو بھی تو پھر کیا۔ ممکن ہے کہ یہ صاحب حیات مسیحؑ کے قائل ہوں۔ اور یہ حدیث چونکہ اس عقیدہ کو بیخ وبُن سے اکھاڑ رہی ہے اس لئے اس کو کمزور ثابت کرنے کے لئے ایسا خواب گھڑ لیا ہو۔ پھر اس خواب میں چونکہ یونس بن عبد الاعلیٰ جیسے پاکباز اور عالیشان انسان پر جھوٹ کا الزام لگایا گیا ہے لہذا صاف ظاہر ہے کہ یہ خواب فقط ایک نفسانی خواہش کا عکس ہے۔

اس حدیث پر حملہ اعتراضات کا مجمل اور دندان شکن جواب حضرت عماد الدین ابن کثیرؒ کی زبانی سنیئے

ھذا الحدیث مشہور بمحمد بن خالد الجندی المؤذن شیخ الشافعی وروی عنہ غیر واحد ایضاً ولیس ھو بمجھول کما زعمہ الحاکم بل قد روی عن ابن معین انہ ثقۃ ولکن من الرواۃ من حدث بہ عنہ عن ابان ابن ابی عیاش عن الحسن مرسلاً وذکر الحافظ جمال الدین المزی عن بعضھم انہ رای الشافعی فی المنام وھو یقول کذب علی یونس لیس ھذا من حدیثی قال ابن کثیر یونس بن عبد الاعلی الصدفی من الثقات لا یطعن فیہ بمجرد منام

(سنن ابن ماجہ جلد ۲ حاشیہ ص۳۰۲)

ترجمہ:۔ یہ حدیث محمد بن خالد الجندی کے نام سے مشہور ہے۔ جو حضرت امام الشافعی علیہ الرحمۃ کے استاد اور شیخ تھے۔ امام شافعیؒ کے علاوہ دیگر آئمہ حدیث نے بھی ان سے روایت کی ہے۔ اور وہ مجہول نہیں تھے جیسا حاکم نے گمان کیا ہے۔ بلکہ ابن معینؒ سے مروی ہے کہ وہ ثقہ تھے۔ ہاں بعض راویوں نے ان سے اس حدیث کو عن ابان ابن ابی عیاش عن الحسن نے مرسلاً روایت کیا ہے۔ اور حافظ جمال الدین المزی نے بعض سے نقل کیا ہے کہ اس نے امام شافعی کو خواب میں دیکھا۔ اور وہ کہتے تھے کہ یونس نے مجھ پر جھوٹ باندھا ہے۔ یہ میری حدیث نہیں۔ حضرت ابن کثیرؒ فرماتے ہیں۔ کہ یونس بن عبد الاعلیٰ الصدفی ثقہ راویوں میں سے ہیں اور محض خواب کی بنا پر مطعون نہیں ہو سکتے۔

نیز اسی مضمون میں حضرت یونس بن عبد الاعلیٰ پر محدثین کی آراء بھی پڑھیئے۔ جنہوں نے کہا ہے کہ یونس بن عبد الاعلیٰ ــــ نعظم شانہ ..... یرفع من شانہ ..... ثقۃ ..... یحفظ الحدیث ..... اماما القراءت ..... کان فقیرا شدیدا ..... التقشف ..... مقبولا عند القضاۃ ..... من ارکان

Digitized By Khilafat Library Rabwah

وصیتیں

نوٹ:۔ وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر کو اطلاع کردے۔ سکرٹری مقبرہ بہشتی

نمبر ۸۶۴۴ منکہ سعادت علی ولد منشی انور علی صاحب مرحوم قوم احمدی پیشہ تبلیغ و تربیت عمر ۴۷ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۴ء محلہ احمدی پاڑہ برہمن بڑیہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸ / ۴۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے ایک رہائشی مکان قیمتی ۷۰۰/- میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس جائیداد پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ فی الحال میرا خرچ میرے لڑکے برداشت کر رہے ہیں اس لئے اپنے ذاتی خرچ پر جو کہ ۵/- روپے ہے میں ایک روپیہ ماہوار ادا کرتا ہوں گا نیز میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد سعادت علی برہمن بڑیہ بنگالی گواہ شد۔ محمد شجاعت علی انسپکٹر بیت المال۔ گواہ شد عبد المالک سکرٹری مال حال برہمن بڑیہ

نمبر ۸۷۱۲ منکہ سراج الدین احمد ولد منشی زین الدین صاحب مرحوم قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر ۴۱ سال پیدائشی احمدی ساکن موضع کروڑا ڈاکخانہ یا تھو دیو ضلع ٹپرہ صوبہ بنگال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۴۵ /۱۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ اڑھائی بیگہ زرعی زمین قیمتی ۲۵۰/- روپے ایک رہائشی مکان خام قیمتی ۵۰/- روپے اور ماہوار آمد الاؤنس ملاکر ۷۰/- روپے ماہوار ہے۔ میں اپنی جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور اپنی ماہوار آمد کا تا زیست ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا نیز میرے مرنے پر جو متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ آمین۔ العبد۔ سراج الدین احمد بکیر دتا انگمریزی پوسٹ کمیشن اور ہیڈ ڈاکخانہ نبی نگر ضلع ٹپرہ۔ گواہ شد محمد شجاعت علی انسپکٹر بیت المال گواہ شد۔ عبد المالک سکرٹری مال برہمن بڑیہ

نمبر ۸۷۵۰ منکہ محمود احمد ولد چوہدری کریم بخش صاحب قوم جٹ بولکہ احمدی ساکن موضع دھرم آباد تحصیل بٹالہ حال پیشہ ملازمت عمر ۲۹ سال بیعت ۱۹۳۶ء بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۴۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائیداد غیر منقولہ کوئی نہیں۔ میری اپنی پیدا کردہ جائیداد ۱۰۰۰/- روپیہ کی ہے۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ کے نام وصیت کرتا ہوں۔ آئندہ آمد کا ۱/۱۰ حصہ ماہوار ہمیشہ دیتا رہوں گا۔ میری موجودہ آمد ماہوار ۱۱۱/- روپے ہے کمی بیشی کی اطلاع دیتا رہوں گا نیز اگر اسکے علاوہ منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ میری وفات پر اگر کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد محمود احمد ادوکیٹ گواہ شد غلام رسول احمدی۔ گواہ شد عبد الحمید خان احمدی

ہمدرد نسواں

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضو کا تجربہ فرمودہ نسخہ

اٹھرا کے مریضوں کے لئے

نہایت مجرب و مفید ہے

قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ مکمل خوراک گیارہ تولہ بارہ روپے ملنے کا پتہ

دواخانہ خدمت خلق قادیان

ایک مفید اعلان

(۱) قرآن مجید مترجم کتاب نظارت تالیف و تصنیف کا منظور کردہ مجلد کرم ہدیہ صرف ۲ روپے دو صد نسخے تیار ہیں۔

(۲) شاہ رہوڑی قادیان کے حصہ جات میں کسی کے لئے خریدنا چاہتا ہوں۔ اس موقعہ سے فائدہ اٹھانا ہے۔ جن لوگوں کے نامکمل حصے بیکار ہو رہے ہیں۔ ان کی قیمت اپنی طرف سے ادا کرکے ۱۵ اکتوبر ۱۹۴۵ء تک لے سکتا ہوں۔ ورنہ بعد میں ایسے حصہ جات کی قیمت ہمیشہ کے لئے ضائع ہو جائے گی۔ وقت کی قدر کریں۔ جلد معاملہ کرکے اپنے مال کی حفاظت کریں اور اس موقع کو غنیمت جانیں۔

(۳) مختلف قسم کی جائیداد بھی خریدنا چاہتا ہوں جو لوگ فروخت کرنا چاہیں اطلاع دیں۔

طالب:۔ ابوالفضل محمود قادیان پنجاب

روپ سنوار

چہرے کی چھائیاں کیل و بدنما داغ چند دنوں میں دور ہو جاتے ہیں۔ رنگ گورا ہو جاتا ہے اور جلد ملائم رہتی ہے

قیمت 2/- فی شیشی

حمیدیہ فارمیسی قادیان

غیر مسلم اقوام کے لئے 2000 روپیہ انعام

بیس ہزار روپیہ

تمام غیر مسلم اقوام کی مذہبی کتب سے ثابت ہے کہ جب جب دنیا میں دھرم کو زوال آتا تھا۔ تب تب ان کی اصلاح کیلئے ایک خدائی راہنما ظاہر کیا جاتا تھا۔ قرآن شریف سے بھی یہی ربانی قانون ثابت ہے خدائی راہنما ایک عظیم الشان نعمت ہوتا ہے۔ جس کی تعلیم سے انسان دونوں جہانوں میں فلاح پا سکتا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوق میں یہ فضل مقدر کیا۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے ولکل امۃ رسول یعنی ہر قوم کے لئے ایک رسول ہے سورۃ یونس ۱ پھر یہ سلسلہ متواتر جاری رکھا۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے ثم ارسلنا رسلنا تترا۔ یعنی ہم اپنے رسول متواتر بھیجتے رہے۔ ۲۳/۴۴ مگر اسلام کے پیشتر کے وہ تمام مذاہب صرف ایک ایک قوم اور ایک ایک ملک کے لئے تھے۔ اس لئے ان کی تعلیم بھی صرف اسی قوم کے لئے تھی۔ آخر وہ زمانہ آیا کہ خدا تعالیٰ نے دنیا کی تمام اقوام کے لئے ایک مکمل اور عالمگیر مذہب اسلام مقدر فرمایا۔ اور صاف جتلا دیا کہ ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاٰخرۃ من الخٰسرین ۝ یعنی جو کوئی اسلام کے سوا۔ دوسرا دین چاہے گا۔ تو وہ ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں سے ہوگا۔ ۳/۸

اس کے بعد ان مذاہب کی تجدید کی ضرورت نہ رہی۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے ان میں اپنی طرف سے رسول مبعوث فرمانے کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے موقوف کر دیا۔ اگر کسی غیر مسلم کا یہ دعویٰ ہو کہ اب بھی ان میں یہ سلسلہ جاری ہے۔ تو اس ربانی منصب کے مدعی کو پبلک میں پیش کرو ہم مبلغ بیس ہزار روپیہ انعام دینے کو تیار ہیں

عبد اللہ الہ دین سکندر آباد دکن

اعلان تبلیغ خاص

میں عرصہ سے تبلیغ کے لئے احباب سے ۸۰۰/- روپیہ چندہ بھیجنے کے لئے تحریک کر رہا ہوں (جس میں سے اب تک صرف ۱۹۶/۸ روپے جمع ہوئے ہیں) اب جو تبلیغ خاص کے لئے حضرت امیر المومنین مصلح موعود علیہ السلام نے دائرہ تبلیغ منظور فرمایا ہے۔ وہ بہت اہم ہے۔ اس تبلیغ کا مقصد ہندوستان کو سلسلہ عالیہ میں منسلک کرنا ہے ظاہر ہے کہ ایسا اہم کام بغیر انتہائی کوشش اور قربانی سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ میرا تخمینہ ۸۰۰/- کا غلط ثابت ہوا ہے۔ اب جو اندازہ لگایا گیا ہے۔ وہ ایک سال کے لئے کم از کم پندرہ سو روپیہ درکار ہوگا۔ تب ہم صرف ایک دائرہ میں کام کر سکیں گے۔ اور اگر ہماری کوشش اور ہمارے مخلص احباب کی توجہ سے اس حلقہ میں پانچ چھ آدمی بھی داخل سلسلہ ہوئے۔ تو یہ خفیف رقم ہزاروں روپیہ سلسلہ کے لئے پیدا کردے گی۔ اور جو مومن بنیں گے ان کا اجر تو سلسلہ کو اللہ تعالیٰ ہی دے سکتا ہے۔ حضرت مصلح موعود علیہ السلام کا خطبہ جمعہ مطبوعہ الفضل مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۴۵ء احباب پڑھیں۔ اور اپنے مقام کو محسوس فرمائیں۔

ذوالفقار علی خاں

ناظم تبلیغ خاص

اعلان

ضرورت ہے

- منیجر
- اکاونٹنٹ
  — اور —
- آفس کلرک

کی

ٹائپ جاننے والوں کو ترجیح دی جائے گی۔ اپنی لیاقت اور تجربہ کی کیفیت لکھیں تنخواہ حسب لیاقت دی جائے گی۔ احمدی دوست اپنے حلقہ کے پریذیڈنٹ کی تصدیق کرا کر درخواستیں بھیجیں۔

درخواستیں بنام

گلبر اینڈ کمپنی

نمبر ۹ میکلیگن روڈ۔ لاہور

Digitized By Khilafat Library Rabwah

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ڈلہوزی میں جماعت احمدیہ کو نماز عید الفطر پڑھائی

ڈلہوزی ۱۰ ستمبر۔ آج حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز عید الفطر راشمی کوٹھی میں پڑھائی۔ جہاں حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب فروکش ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے نماز میں شریک ہونے والے مردوں عورتوں کی تعداد ایک سو ۹۵ شمار کی گئی۔ سوا گیارہ بجے حضور نے نماز پڑھائی۔ اور اس کے بعد خطبہ ارشاد فرمایا۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر

قادیان ۱۰ ستمبر۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کل ۱۱ ستمبر بوقت ۹½ بجے صبح مسجد اقصیٰ میں تعلیم القرآن کلاس کو خطاب فرمائیں گے۔ دیگر احباب کو بھی اس موقع پر شمولیت کی اجازت ہے۔ دوستوں کو چاہیئے کہ بروقت مسجد میں پہنچکر حضور کے کلمات طیبات سے مستفیض ہوں۔ (خاکسار مشتاق احمد صدر تعلیم القرآن کمیٹی)

رمضان المبارک کے اختتام پر ڈلہوزی میں دعا

ڈلہوزی ۸ ستمبر (بذریعہ ڈاک) کل شام ۷-۱۵ سے ۸-۱۰ تک حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنی کوٹھی بیت الفضل میں دعا فرمائی۔ جس میں مردوں کے علاوہ بہت سی احمدی مستورات بھی شامل ہوئیں۔

کل حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جمعہ بوجہ بارش (Peace کوٹھی کا نام) میں پڑھایا۔ جس میں جماعت کو متواتر قربانیاں کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

(خاکسار ملک صلاح الدین قائم مقام پرائیویٹ سیکرٹری)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

ٹوکیو ۱۰ ستمبر۔ کل بورنیو اور ایسٹ انڈیز کی جاپانی فوج نے جنرل تھامس بلیمی کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ جو جاپانی وفد ہتھیار ڈالنے کے لئے آیا تھا۔ اسے جنرل تھامس بلیمی نے بتایا۔ کہ جاپانیوں کے ساتھ سب معاملات میں اخلاقی برتاؤ کیا جائیگا۔ مگر نرمی نہیں کی جائیگی۔ ہمیں یاد ہے۔ کہ کس طرح جاپانیوں نے غداری سے کام لیا۔ اور بڑے بڑے ظلم ڈھائے ہیں۔ یہ بھی اعلان کیا گیا۔ کہ آسٹریلین دستے ابلول (نیو برٹن) پر قبضہ کرتے جا رہے ہیں۔

ٹوکیو ۱۰ ستمبر۔ جنرل میکارتھر نے اعلان کیا۔ کہ جاپانی فوجوں کے توڑنے اور نہتا کرنے کا کام شروع ہے۔ اور امریکن سپاہی طے شدہ تجاویز کے مطابق ملک میں پھیل رہے ہیں۔

واشنگٹن ۱۰ ستمبر۔ کل لارڈ ہیلی فیکس واشنگٹن پہنچ گئے۔ وہ جلد ہی ادھار پٹہ کے متعلق حکومت امریکہ سے گفتگو شروع کرینگے۔

دہلی ۱۰ ستمبر۔ کانگرس پریذیڈنٹ مولانا ابوالکلام آزاد اور مسٹر آصف علی آج صبح بذریعہ ہوائی جہاز دہلی سے بمبئی روانہ ہوگئے۔ وہاں سے پونا جائینگے۔

واشنگٹن ۱۰ ستمبر۔ جنرل میکارتھر نے اعلان کیا ہے۔ کہ اتحادی جاپان پر آتناہی کنٹرول کریں گے۔ جتنا وہ ضروری سمجھینگے۔ ہماری طرف سے کوئی غیر ضروری حکم نہیں دیا جائیگا۔ مگر جو حکم جاری کروں گا۔ اس پر عمل کرنا سب جاپانیوں کا فرض ہے۔

سنگاپور ۱۰ ستمبر۔ ایک نامہ نگار کی اطلاع مظہر ہے کہ اتحادی فوجیوں نے اس میموریل کو بارود سے اڑا دیا ہے۔ جو سنگاپور میں سبھاش چندر بوس نے انڈین نیشنل آرمی اور جاپانی مقبوضہ علاقہ کے ہندوستانی ہلاک شدگان کی یاد میں اس میموریل کے بالمقابل بنایا تھا۔ جو عالمگیر جنگ میں ملایا میں کام آئے تھے۔ اس میموریل کی تعمیر میں کئی ماہ صرف ہوگئے تھے۔

سنگاپور ۱۰ ستمبر۔ سنگاپور کے ہندوستانیوں کو سبھاش بوس کی موت کا یقین نہیں۔ سبھاش سے گہرا تعلق رکھنے والے لوگوں کا خیال ہے۔ کہ وہ ایک بار پھر غائب ہوگیا ہے۔ جس طرح نومبر ۱۹۴۱ء میں وہ ہندوستان سے غائب ہوا تھا۔

لکھنؤ ۱۰ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ سر عزیز الحق اور ڈاکٹر این۔ بی کھارے وائسرائے کی اگزیکٹو کونسل سے مستعفی ہو رہے ہیں۔ دونوں اصحاب صوبائی اسمبلیوں کے انتخاب میں کھڑے ہوں گے۔

لنڈن ۱۰ ستمبر۔ سوس ریڈیو کے ایک اعلان سے اس امر کا انکشاف ہوا ہے کہ سوئٹزرلینڈ کی حکومت نے بلجیئم کے بادشاہ لیوپالڈ اور اس کے خاندان کو عارضی طور پر جینوا کے قریب رہنے کی اس شرط پر اجازت دی ہے۔ کہ وہ سیاسی سرگرمیوں میں حصہ نہیں لینگے۔ اس اعلان میں یہ نہیں بتایا گیا۔ کہ بادشاہ لیوپالڈ کو کتنے عرصہ کے لئے اجازت ملی ہے

اگر جاپانی شہری حکم مانتے رہے۔ تو ان کے کام میں دخل نہ دیا جائیگا۔ کہ وہ دباؤ کے بغیر ہمارے حکم پر عمل کریں۔

چنکنگ ۱۰ ستمبر۔ ایک نامہ نگار کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ چینی فوجوں کو ہوائی جہازوں کے ذریعہ سے ہانگکانگ میں اتارنے کا کام بڑے وسیع پیمانہ پر ہو رہا ہے۔

لنڈن ۱۰ ستمبر۔ لارڈ لوئی مونٹ بیٹن سارے دکنی محاذ سے ہتھیار ڈلوانے کے لئے سنگاپور روانہ ہوسکے۔ مستحفظ غالباً بد صوار کو ہونگے۔

لنڈن ۱۰ ستمبر۔ اتحادی حکومتوں کے فارن منسٹروں کی کونسل کا پہلا اجلاس کل شروع ہوگا۔ روس کے وزیر خارجہ ماسکو سے چل پڑے ہیں۔ اور سیکرٹری آف سٹیٹ امریکہ بھی آج تیسرے پہر پہنچ جائینگے۔

گیا ہے۔ ان قیدیوں میں اکثریت گورکھا سپاہیوں کی تھی۔ جنہیں اپنے گھر سے نکلے ہوئے آٹھ سال سے بھی زیادہ عرصہ ہوگیا ہے۔

ٹوکیو ۱۰ ستمبر۔ خبر آئی ہے۔ کہ اس وقت جاوا میں چھ ہزار سے زیادہ جنگی قیدی ہیں۔ اور باسٹھ ہزار شہری نظر بند۔

لنڈن ۱۰ ستمبر۔ آسٹریلیا کے غیر ملکی معاملات کے وزیر نے ایک رپورٹ پیش کی۔ جس میں بتایا کہ اگر ان لوگوں کو جنہوں نے دنیا پر ظلم ڈھائے ہیں۔ قرار واقعی سزا نہ دی گئی۔ تو یہ امر انصاف کے منافی ہوگا۔ یہ رپورٹ وار کرائمز کمیشن کے سامنے پیش کردی گئی ہے۔

ٹوکیو ۱۰ ستمبر۔ سیام میں ہتھیار ڈالنے کے انتظامات مکمل ہوچکے ہیں۔ ملک کو بائیس حصوں میں منقسم *

نئی دہلی ۱۰ ستمبر۔ اطلاع ملی ہے۔ کہ لارڈ ویول ۱۵ ستمبر سے پہلے پہلے واپس دہلی پہنچ رہے ہیں۔ وہ آتے ہی والیان ریاست سے تعلقات استوار کرینگے۔ یہ لوگ ستمبر کے تیسرے ہفتہ میں یہاں پہنچ رہے ہیں۔ اگزیکٹو کونسل کی دوبارہ تشکیل کی طرف بھی وہ فوری توجہ دینگے۔ سر فیروز خاں نون مستعفی ہوچکے ہیں۔ اور محکمہ خوراک کو محکمہ زراعت کے ماتحت کردیا جائیگا۔ گذشتہ ہفتہ اعلان کیا گیا تھا۔ کہ محکمہ زراعت محکمہ تعلیم اور صحت سے علیحدہ کیا جا رہا ہے۔

لنڈن ۱۰ ستمبر۔ یونان کے ریجنٹ اور لارڈ پادری ڈمسکینوس۔ برطانوی وزیر خارجہ مسٹر بیون سے بات چیت کرنے کے لئے برطانیہ پہنچ گئے ہیں۔ یونان سے روانہ ہونے سے پہلے ریپبلکن اور شاہ پرست پارٹیوں نے ان کو اپنے اپنے مطالبات پیش کئے تھے۔ یونان کو اس وقت اہم آئینی اور سیاسی مسائل درپیش ہیں۔ انہی دنوں اتحادی وزیر خارجہ کی میٹنگ بھی ہو رہی ہے۔ اس سے ان کی لنڈن آنے کی اہمیت اور بھی بڑھ گئی ہے۔

سنگاپور ۱۰ ستمبر۔ اتحادی قیدیوں اور نظر بندوں کو اپنے اپنے گھروں میں بھیجنے کا انتظام کل سے شروع کردیا گیا۔ تین سو قیدیوں کا ایک گروپ کل روانہ ہوچکا ہے۔ دو سو قیدیوں کو کلکتہ کے ہسپتال میں بھیجدیا

* کردیا گیا ہے۔ اور ہر حصہ میں ایک اتحادی افسر ہتھیار رکھوانے کا کام کرے گا۔